اکائی 9 میر امّن دہلوی کی نثر نگاری اور گنجِ خوبی

ساخت

9.1 اغراض ومقاصد
9.2 تمہید
9.3 میر امّن دہلوی کی نثر نگاری اور گنجِ خوبی
9.3.1 میر امّن دہلوی کی نثر نگاری
9.3.2 گنجِ خوبی کا منتخب متن (اقتباس)
9.4 آپ نے کیا سیکھا
9.5 اپنا امتحان خود لیجیے
9.6 سوالوں کے جوابات
9.7 فرہنگ
9.8 کتب برائے مطالعہ

9.1 اغراض ومقاصد

اس اِکائی میں آپ

- داستان کے فن سے متعارف ہوں گے۔
- میر امّن کی داستان نگاری کی خصوصیات کو سمجھ سکیں گے۔
- گنجِ خوبی کی مجموعی خصوصیات کا جائزہ لیں گے۔
- گنجِ خوبی سے لیے گئے اقتباسات کا مطالعہ کریں گے۔

9.2 تمہید

داستان عام طور پر ایک طویل اور مسلسل قصے کو کہتے ہیں۔ داستان میں واقعات کو پُرکشش انداز میں پیش کیا جاتا ہے تاکہ پڑھنے والے کی دلچسپی اور تجسس برقرار رہے۔ داستان میں سیدھی سادی باتوں کے علاوہ مافوق الفطرت واقعات بھی پیش کیے جاتے ہیں۔ اس میں شہزادوں، پریوں کی ملاقاتیں، زندگی کی چھوٹی بڑی وارداتیں، پیچیدگیاں اور حیرت انگیز باتیں ہوتی ہیں۔ زبان و بیان کی دلکشی اور ماقبل قصے سے ربط داستان کے لیے ضروری ہے۔ عام طور سے داستانوں میں قصہ در قصہ بیان کیا جاتا ہے۔ اردو کی بہت سی داستانیں سنسکرت زبان سے تعلق رکھتی ہیں۔ یہ داستانیں عرب اور ایران پہنچیں۔ عربی اور فارسی میں ان کے ترجمے ہوئے۔ بتیال پچیسی، سنگھاسن بتیسی، طوطا کہانی اور گل بکاؤلی وغیرہ اسی قبیل کی داستانیں ہیں۔ کچھ داستانیں عرب اور ایران میں تصنیف

ہوئیں اور یہاں ان کے ترجمے ہوئے مثلاً سب رس، الف لیلیٰ وغیرہ۔ ان کے علاوہ کچھ داستانیں فارسی میں لکھی گئیں، اردو میں ان کے ترجمے کیے گئے جیسے داستانِ امیر حمزہ، طلسم ہوش ربا اور قصہ چہار درویش۔ کچھ داستانیں جیسے فسانہ عجائب اور طوطا کہانی اصلاً اردو میں ہی لکھی گئیں۔

9.3 میر امن کی نثر نگاری اور گنجِ خوبی

9.3.1 میر امن کی نثر نگاری:

میر امّن اپنی تصانیفِ نثر باغ و بہار اور گنجِ خوبی کی وجہ سے مشہور ہیں۔ میر امّن دراصل فورٹ ولیم کالج سے وابستہ تھے، اس کالج کی بہت اہمیت ہے۔ فورٹ ولیم کالج انگریزوں کو ہندوستانی زبان سکھانے کے لیے قائم ہوا تھا، اس لیے یہاں جتنی کتابیں لکھی گئیں وہ عام فہم، آسان اور بول چال کی زبان میں لکھی گئیں۔ میر امّن نے اس پر فخر کیا ہے کہ انہوں نے باغ و بہار بولی ٹھولی کی زبان میں لکھی ہے۔ یہاں قصے کہانیوں کی کتابیں لکھنے پر زیادہ زور دیا گیا اور ترجمے کا کام بھی کیا گیا۔ کالج کی کتابوں میں میر امّن کی باغ و بہار، حیدر بخش حیدری کی آرائش محفل، مرزا علی لطف کا تذکرہ گلشنِ ہند، میر شیر علی افسوس کی باغِ اردو، مرزا کاظم علی جوان کے ڈرامہ شکنتلا اور للولال جی کی سنگھاسن بتیسی کو بہت مقبولیت حاصل ہوئی۔

میر امّن فورٹ ولیم کالج میں 4/ مئی 1781ء کو چالیس روپے ماہوار پر ماتحت منشی مقرر ہوئے، لیکن 1806ء میں بے حد ضعیف اور ناتواں ہوگئے تو انہیں کالج کی خدمات سے سبکدوش کر دیا گیا۔ میر امّن بنیادی طور پر اپنی تصانیف 'باغ و بہار' اور گنجِ خوبی کی وجہ سے مشہور ہیں، لیکن ان دونوں میں جو شہرت باغ و بہار کو حاصل ہوئی وہ گنجِ خوبی کو نہ ہو سکی۔

گارساں دتاسی کے قول کے مطابق گنجِ خوبی سب سے پہلے ناگری رسم الخط میں 1805ء میں کلکتے سے شائع ہوئی، اس کے بعد وہ اردو میں 1846ء میں کلکتے سے طبع ہوئی۔ باغ و بہار کے زیادہ مشہور ہونے کی اہم وجہ یہ ہے کہ یہ ایک دلچسپ داستان ہے جس میں قصہ در قصہ بیان کیا گیا ہے اسی وجہ سے قاری کی دلچسپی اور تجسس آخر تک برقرار رہتا ہے۔ جبکہ گنجِ خوبی ایک اخلاقی صحیفہ ہے، لیکن میر امّن نے گنجِ خوبی میں بھی دہلی کے روز مرّہ کو بے حد سلیقے سے استعمال کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت اردو نثر نے ارتقاء کی بہت سی منزلیں طے کر لی تھیں۔ گنجِ خوبی میں بھی میر امّن نے بول چال کی زبان کا استعمال نہایت خوبی کے ساتھ کیا ہے۔ گنجِ خوبی میں جگہ جگہ ضرب الامثال کو استعمال کیا گیا ہے۔ بعض امثال رائج الوقت امثال سے مختلف ہیں اس لیے توجہ کی حامل ہیں:

(۱) دور کے ڈھول سہاؤنے

(۲) کیا پدری کیا پدری کا پلپو

(۳) نہ تیر نہ کمان ناحق کا پٹھان

(۴) میرے تلوے دیکھ کر اور کا منہ نہ دیکھے

(۵) اکیلا اکیلا ہے اور دو آدمی کو کہتے ہیں ایک اور ایک گیارہ

(۶) پانچ پنچ مل کیجیے کاج، ہارے کھا گے آوے نہ لاج

(۷) مرد مرے نام کو، نامرد مرے نان کو

(۸) جیب کی کھوں یا تلوے کی

میر امّن کی تحریر کی ایک خوبی یہ ہے کہ وہ عام ہندی الفاظ کو سلیقے کے ساتھ استعمال کرتے ہیں اور کبھی ان سے ایسے مصادر بنا لیتے ہیں جن میں ندرت ہوتی ہے۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

(۱) چاروں طرف سے بادل گھمنڈ آیا

(۲) اس نے دہائی تہائی مچائی

(۳) بعد ایک دم کے سرت میں آیا

(۴) رعیت جوت میں دلچلی نہیں کرتی

(۵) آپ مارے شرم کے تھوڑا تھوڑا ہوا جاتا تھا

(۶) اچھی اچھی باتوں کی چونپ دلاوے

(۷) اجل کے مگر مچھ نے منہ پسارا

(۸) جو کوئی نکیا کر بولے

(۹) مناسب ملاقات کے سمجھتا تو بلاتا، نہیں تو وہیں سے بدا کرتا

(۱۰) چپکے چپکے آپس میں نہ بتیائیں

گنجِ خوبی دراصل ایک درسِ اخلاق کی کتاب ہے۔ اسلامی تعلیمات یا اخلاقیات اپنی ترقی یافتہ شکل میں بہت سے عناصر کا مجموعہ ہے، اس میں ظہورِ اسلام سے قبل کی عربی روایتیں شامل ہیں، اس پر ایران، ہندوستان اور یونان کے فلسفوں کا نقش ہے۔ اس کے علاوہ اس میں قرآن مجید، احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی سیرت کا بھی اثر ہے۔ تصوف کی تحریک نے اس کو ایک نیا رنگ و آہنگ بخش دیا ہے۔ غرض اس کے عناصر ترکیبی مختلف اخلاقی نظاموں سے حاصل کیے گئے ہیں۔ مثلاً اسلام سے پہلے عربوں کی قبائلی زندگی تھی، ان کے قبائلی رسم و رواج تھے، اسلام نے ان رسومات و اطوار کو بالکل ختم نہیں کیا، اس کے صحت مند عناصر کو باقی رکھا بلکہ بعض اقدار کو مزید ترقی دی، مثلاً شجاعت، حلم، مہمان نوازی جن کی بنیاد مذہب نہیں ہے۔ اس میں شک نہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات نے اخلاقی اقدار میں زبردست تبدیلی پیدا کی اور اخلاق کا سرچشمہ قرآن و حدیث بن گئیں۔ جس میں سب سے زیادہ زور خوفِ خدا اور روزِ جزا پر تھا۔ نوی صدی عیسوی میں اخلاق کی ساری بنیاد حدیث پر قائم ہو گئی، لیکن اسلام کے پھیلنے کے ساتھ ساتھ ایرانی اور یونانی اثرات بھی بڑھے۔ تصوف نے عقل پرستی کے خلاف اور خلوت گزینی کی تائید میں آواز اٹھائی۔ اس کی بدولت فقر و فاقہ، غنا و توکل جود و سخا اور صبر و حیا زندگی کی اہم قدریں بن گئیں۔ ایران کے اثر سے اسلام کی حیثیت ایک ریاستی مذہب کی بن گئی اور مذہب و حکومت میں چولی دامن کا ساتھ ہو گیا۔ کہیں تو ملک و دین ہم آمیز ہو گئے اور بادشاہ کی حیثیت ظل اللہ کی ہو گئی۔ لیکن غزالی نے احیاء العلوم اور نصیحۃ الملوک کے ذریعے اس نظریے کی تردید کی اور اخلاق کی بنیاد، دوبارہ تصوف، حق گوئی اور آزادی پر قائم کی۔ امام غزالی نے مختلف اخلاقی نظاموں کی کثرت میں اسلامی وحدت پیدا کی اور ان کے صحت مند عناصر کو اسلام کے اخلاق میں سمویا۔

9.3.2 'گنجِ خوبی' کا منتخب متن (اقتباس)

بارہواں باب، بابِ عزم میں:

یعنی قصدِ بلند رکھنا، کہ وہ راہ بری کر کے، منزلِ مقصود کو پہنچا دیتا ہے، اور اس کی مدد سے دل کی مرادیں پوری ہوتی ہیں اور جو ارادہ کرتا ہے بن آتا ہے۔ خصوصاً آج تک کسو پادشاہ نے، بغیر عزمِ درست کے، کوئی ملک عمل نہیں کیا۔ اور بدوں تکدو اور نہایت کوشش کے سلطنت کے تخت اور حکومت کی مسند کو نہیں لیا۔

بیت:

جب تک نہ کرے گا عزم پورا
رہ جائے گا کام سب ادھورا

اور عزمِ جزم اس کو کہتے ہیں کہ جس کام پر کمر باندھے یا جس مہم پر دل لگاوے، کسو کے منع کرنے سے باز نہ آوے اور کسو طرح اپنے ارادے کو موقوف نہ کرے۔

پند: ایک حکیم سے پوچھا کہ عزم پادشاہوں کا کس جگہ خوش نما ہے اور کس وقت کام آتا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ جب دشمن سلطنت کے پیدا ہوں، ان کے دفع کرنے کے لیے اگر یہ عزم کرے، تو نہایت خوب ہے۔ کیوں کہ جس وقت پادشاہ خدا پر توکل کر کے جنگ کے واسطے سوار ہوتا ہے تو لشکر فتح و اقبال کا اس کا استقبال کر کے جلَو میں حاضر رہتا ہے۔ اس لیے عزمِ درست، نشان غالب ہونے اور فتح پانے کا ہے۔

بیت:

عزم پکّا کر کے، شہ گھوڑے پہ جب ہووے سوار
ایسا گھبرا جاوے دشمن، ہاتھ سے چھٹ جائے باگ

تیرھواں باب: جدوجہد میں:

جِد کے معنی، سعی کرنی واسطے حاصل ہونے مطلب کے، اور جہد کے یہ معنی ہیں کہ محنت کرے اپنے مقصد کے بَر لانے میں، اور جدوجہد بھی اوالعزم پادشاہوں کے وصف اور خُلقوں میں سے ایک خُلق ہے اور جس کی ہمّت بلند ہوگی یہ صفت اس میں مقرر ہوگی اور جتنی جس کی ہمت عالی ہوگی وہ اپنے کام میں جدوجہد بہت کرے گا۔

پس، چاہیے کہ جو مرد بلند ہمت ہو، محنت اور مشقّت سے نہ ڈرے۔ کیونکہ سعی اور کوشش میں دو صورتیں پیش آتی ہیں اگر مراد بر آئی، تو کیا پوچھنا ہے، اور اگر مطلب حاصل نہ ہوا، تو عذر اس کا عاقلوں کے نزدیک پسند ہے۔ اس واسطے کہ اس کا جدوجہد سب پر ظاہر ہوا اور ہر ایک کو یقین آیا کہ اپنی طرف سے کوشش و محنت تو کی، ہونا نہ ہونا خدا کے ہاتھ میں ہے۔

بیت:

سعی کرتا ہوں، ملے مطلب، تو ہے ہمّت بلند
ورنہ ہو، تو عذر میرا ہو بزرگوں کو پسند

حکایت: کہتے ہیں کہ کسو پادشاہ نے اپنے بیٹے کو ایک دشمن پر لڑنے کے واسطے بھیجا تھا۔ خفیہ نویس نے لکھا کہ پادشاہ زادے کھبو کھبو راہ میں زرہ بدن سے اتار ڈالتے ہیں اور دو شب ایک منزل میں مقام کرتے ہیں۔ باپ نے لکھا کہ اے بیٹا! حق تعالیٰ نے جب روزِ ازل میں عزت کو پیدا کیا، رنج و محنت کو اس کے ساتھ کر دیا اور ذلت کو جو بنایا، چین اور خوشی کو اس سے ملایا۔ عزت پادشاہوں کی بخشی، اور ذلت رعیت کو دی۔ پس، عیش پادشاہ کا سلطنت کے مرتبے سے ہے اور رعیت کی قسمت میں آرام اور کم محنتی لکھ دی۔ یہ دونوں حصے ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔ سلطان کو مقرر چاہیے کہ آسائش کو وِداع کرے اور راحت، رعیت کو چھوڑ دے۔ اگر یہ نہ کر سکے تو وہی کام کرے کہ جس میں آرام پاوے اور سلطنت کے جاہ و جلال سے باز آوے، اور کچھ کسب کر کھوے۔

بیت:

بادشاہت کا مزہ کیا کم ہے، مت آرام ڈھونڈھ

سلطنت جب ہو میسر، دوسری پونجی نہ چاہ

حکایت: یعقوب لیث لڑکپن سے اپنے تئیں ہلاکت میں ڈالتا اور جس کام میں خوف و خطر زیادہ ہوتا ہے، اس کی پیروی کرتا، اور اپنی جان سے نہ ڈرتا اور محنت کرنے سے ایک دم نہ آسودہ رہتا۔ لوگوں نے کہا: تو بچارا کسیرا ہے تجھے اتنی مشقت کرنے سے اور اپنے تئیں ہلاکت میں ڈالنے سے کیا فائدہ ہے؟ بولا: مجھے افسوس آتا ہے کہ اپنی عمرِ عزیز کو تانبے اور ھبرت کے بنانے میں صرف کروں، اور جس کسب میں بہت سے شریک ہوں، اس میں دل لگاؤں۔ اس محنت و کوشش کرنے سے میرا یہ ارادہ ہے کہ اپنے تئیں ایسے مرتبے پر پہنچاؤں کہ میرے، ہم جنسوں میں سے کوئی میرے برابر نہ ہو۔ پھر انھوں نے کہا کہ یہ بات مشکل ہے اور یہ کام کا نہایت سخت ہے۔ جواب دیا کہ میں خوب سمجھ چکا ہوں کہ نداں شربت موت کا چکھنا اور بوجھ اجل کا اٹھانا ہے، بہتر یہ ہے کہ کسی بڑے کام میں مروں، نہ کہ چھوٹے کام میں جان دوں۔ آخر اسی محنت اور کوشش کے سبب سے، اس درجے کو پہنچا کہ سب نے سنا ہے۔

ابیات:

ہر کام میں سعی ہے گی درکار   کوشش میں نہ سستی کر تو زنہار

جس کام پہ دل ترا ہو مائل   گر سعی کرے تو ہو وہ حاصل

اور جیسے کہ جدوجہد سے نیو سرداری کی بنتی ہے، برعکس اس صفت کے کہ جھوٹ بولنا اور سستی کرنی ہے، جڑ مرتبے اور دولت کی اکھڑتی ہے۔ طاہر کی اولاد میں ایک سے کسو نے سوال کیا کہ تمہارے گھرانے سے کس باعث دولت اور سرداری جاتی رہی؟ جواب دیا کہ رات کے دارو پینے اور صبح کے سونے سے! یعنی کاہل پنے سے اپنے کاروبار کی طرف نہ متوجہ ہوئے، اور سستی کے سبب سے رسم سیاست کی اٹھا دی۔ آپ سے آپ ہمارے اختیار کی ناو لاچاری کے بھنور میں بیٹھ گئی، اور ہماری امید کی کشتی مقصد کے کنارے تک نہ پہنچی۔ یہی احوال ہندوستان کی سلطنت کا ہوا۔

بیت:

وہ اپنے ہاتھ سے دولت کی نیو کو کھودے
شراب شام سے پی کر جو صبح تک سووے

چودھواں باب ثبات میں:

یعنی قائم رہنا ہر ایک سخت کام میں اور مضبوط ہو کر دور کرنا رنج و بلا کو: سچ ہے، ثبات بہتری اور برکت کا پھل دیتا ہے، اور اس کے ہونے سے خوشی اور بے فکری کا فائدہ ملتا ہے اور کسو گروہ کو تمام خلق اللہ میں ثبات کی صفت سے اتنا کام نہیں پڑتا، جتنا پادشاہوں کو۔ اس لیے کہ جب تلک ثبات سلاطینوں کا، رعیّت اور نوکروں پر اور سرکشوں اور بدفعلوں کی بیخ کنی اور سزا دینے میں، خاص و عام پر ظاہر نہ ہو، لشکر اور چاکر ہرگز فرمانبرداری نہ کریں گے، اور سرکشی اور بدی کرنے والے، حرامزدگی اور بدذاتی نہ چھوڑیں گے۔ پس، اس صورت میں پادشاہ کو پختہ مزاجی سے بڑی قوت اور مدد ہے اور اوروں کے دل میں سلطان کے ثبات سے دہشت اور خوف رہتا ہے۔

بیت:

جو کوئی سر پہ رکھے گا ثَبات کا افسر
تو مرتبے میں بلند ہوگا چرخِ گرداں پر

پند: کسو حکیم کا قول ہے کہ جو کوئی چاہے کہ بنیاد اس کی سلطنت کی کبھو نہ خراب ہو، تو لازم ہے کہ جو کام کرے، اس میں ثبات اور مضبوط رہے۔

بیت:

تو اپنے کام کی بنیاد کو ثبات پہ رکھ
کہ نیو نیو پہ دینے سے بنتی ہے مضبوط

اور مردِ ثابت قدم اس کو کہتے ہیں کہ اپنی راہ و رسم اور قول و فعل سے باز نہ آوے، ہر چند برعکس اس کے کوئی صلاح دیوے یا ڈراوے۔ کیونکہ، مددِ غیبی، سوائے ثابت رہنے کے، نجات کی راہ نہیں دکھلاتی۔ چنانچہ حکیم الٰہی یعنی افلاطون فرماتا ہے۔

ابیات:

دو دِلہ ہونا، خوب بات نہیں
مرد وہ نہیں جسے ثبات نہیں
گر تو چاہے، چڑھوں میں درجے پر
تو قدم راہ میں ثبات کی دھر

اور نشان ثبات کا دو چیز ہیں: ایک تو یہ کہ جو کام شروع کرے، اس کا تمام کرنا، اپنی ہمت کے ذمّے پر لازم جانے۔

حکایت: کہتے ہیں کہ قیصرِ روم نے، نوشیروانِ عادل سے پوچھا، کہ بقا سلطنت کی کس بات میں ہے؟ جواب دیا کہ میں ہرگز بیہودہ کام نہیں کرتا اور جس مہم میں قصد کرتا ہوں، اسے انجام دیتا ہوں، قیصر نے کہا: سچ ہے، سب حکیم یونان کے یہی بات کہہ گئے ہیں۔

ابیات:

مردوں کی طرح جو کام کیجیے　　لازم ہے اسے تمام کیجیے

یعنی، جو نشان تو اٹھاوے　　پھر اس کو نہ چاہیے گراوے

پندرھواں باب۔ عدالت میں:

عدل ایسا حاکم ہے کہ ملک کو آباد کرتا ہے، اور ایسا نور ہے کہ تاریکی کو برباد کرتا ہے۔ خدائے پاک اور برتر اپنے بندوں کو قرآن شریف میں فرماتا ہے، جس کا یہ ترجمہ ہے کہ ''تحقیق اللہ حکم کرتا ہے تمہیں واسطے عدل اور احسان کے'' پس عدل کے یہ معنی ہیں کہ داد مظلوموں کی دیوے اور احسان اسے کہتے ہیں کہ مرہم آرام کا گھاؤ پر ظلم کے گھائلوں کے رکھے۔

حکایت: عبداللہ طاہر نے ایک روز اپنے بیٹے کو کہا: کاش کہ دولت ہمارے گھرانے میں جوں کی توں رہے! لڑکے نے جواب دیا کہ جب تک فرش عدل کا اور بچھونا انصاف کا اس محل میں بچھا رہے گا؛ وہ بھی اپنا گھر جان کر بسے گی۔

قطعہ:

جو پادشاہ تختِ عدالت پہ ہو چڑھا
سجتا ہے اس کے سر پہ چھتر شان وفخر کا
انصاف کا لباس اتارے بدن سے جب
لعنت کا طوق اس کے گلے میں لگے بھلا

پند: حکیموں کا قول ہے کہ عدل کے معنی یہ ہے کہ سب خلق اللہ کو برابر رکھے، یعنی ایک گرہ کو ایک گروہ پر زبردست نہ کرے اور ہر طائفے کو موافق اس کے مرتبے کے درجے دے، اور خدمت کرنے والے پادشاہوں کے فی الحقیقت چار فرقے ہیں: پہلے صاحبِ شمشیر، جیسے امراء اور سپاہی یہ خواص آگ کا رکھتے ہیں۔ دوسرے اہل قلم، مانند وزیر اور متصدّی کے؛ یہ مثال ہوا کے ہیں۔ تیسرے اہل معاملہ چنانچہ سوداگر اور دکان دار؛ یہ بجائے پانی کے ہیں۔ چوتھے رعیّت جو کھیتی کرتے ہیں؛ یہ برابر خاک کے ہیں۔ پس جس طرح کہ ایک عنصر چاروں عنصر میں سے دوسرے پر غالب ہوتا ہے اور مزاج انسان کا خراب ہو جاتا ہے؛ ویسے ہی، ایک گروہ کے غالب ہونے سے ان چاروں گروہ میں سے، طبیعت ملک کی بگڑ جاتی ہے، یعنی اجاڑ ہو جاتا ہے اور آراستگی عالم کی اور بندوبست خلق اللہ کا خراب اور ناآراستہ رہتا ہے۔

قطعہ:

خلق میں ہے ہر اک کا اک درجہ　　اس جہاں کی قدیم سے ہے یہ چال
اپنی حد سے جو کوئی زیادہ بڑھے　　فتنے ہر طرف سے اٹھیں فی الحال
ہر کسو کو تو مرتبے پر رکھ　　پھر تو اپنی جگہ پہ رہ خوش حال

اور ایک فضیلت عدل کی یہ ہے، کہتے ہیں کہ سلطانِ عادل کے اعضا کو قبر کی خاک بعد مرنے کے خراب نہیں کرتی اور اثر کرنے نہیں پاتی۔

حکایت: کہتے ہیں کہ دارالملک چین میں ایک پادشاہ تھا، عدل کے زیور سے آراستہ اور درخت اس کی زندگی کا انصاف کے میوے سے پھلا ہوا۔

بیت:

عدالت سے اس کی ، ستم ناپدید
خدا خوش ،رعیّت کے تھی گھر میں عید

اتفاقاً ایک بارگی کچھ آفت ان کی سماعت میں آئی اور گرانی کانوں میں پیدا ہوئی۔ سلطنت کے کارباریوں کو اور امیروں کو حضور میں جمع کیا، اور آپ ایسا زار زار روئے کہ جتنے روبہ برو حاضر تھے، ان کا کلیجہ پھٹنے لگا اور پادشاہ کا یہ احوال دیکھ کر، رونے لگے اور ان کے تسلی کے لیے تدبیر کرنے لگے۔ پادشاہ نے فرمایا کہ شاید تم یہ گمان کرتے ہو کہ میں اپنے کان بہرے ہونے کے سبب سے روتا ہوں؛ سو غلط ہے۔ اس واسطے کہ مجھے یقین ہے کہ آخر حواسوں کی قوت میں خلل اور نقصان آوے گا۔ پس، ان سب میں سے ایک چیز کے کم ہونے سے، عقل مند آدمی کس خاطر غمگین ہووے۔ بلکہ رونا میرا اس واسطے ہے کہ اگر کوئی مظلوم فریادی دروازے پر بارگاہ کے دہائی دیوے، اور آواز اس کی فریاد کی میرے کان میں نہ آوے، وہ یوں ہیں محروم پھر جاوے، تو میں خدا کے نزدیک پکڑا جاؤں، پھر اس وقت کیا عذر لاؤں۔ اب اس بات کی میں نے ایک فکر کی ہے؛ ڈھنڈورا پھروادو کہ آج سے کوئی شخص سوائے فریادی کے سرخ پوشاک نہ پہنے، تو میں اس نشان سے مظلوموں کو پہچان لیا کروں اور انصاف ان کا دیا کروں۔

بیت:

داد مظلوموں کی دے ، مطلب غریبوں کا نکال
دین ودنیا کو اسی دادودہش سے تو سنبھال

9.4 آپ نے کیا سیکھا

اس اِکائی میں

- آپ اردو میں داستان گوئی کی روایت سے واقف ہوئے۔
- آپ نے میر امّن کی نثر نگاری کا جائزہ لیا۔
- آپ گنج خوبی کے اسلوب سے واقف ہوئے۔
- آپ نے گنجِ خوبی (اقتباس) کی جملہ خصوصیات کا جائزہ لیا۔

9.5 اپنا امتحان خود لیجیے

1- میرامّن کس کالج سے وابستہ تھے؟

2- 'گنجِ خوبی' کس سنہ میں اور کہاں شائع ہوئی؟

3- میرامّن کی مشہور داستان اور اخلاقی صحیفہ کا نام بتائیے۔

4- میرامّن کی نثر کی دو اہم خصوصیات کیا ہیں؟

5- 'گنجِ خوبی' کے جو اقتباس شامل کیے گئے ہیں ان کے عنوان تحریر کیجیے۔

9.6 سوالوں کے جوابات

1- میرامّن فورٹ ولیم کالج سے وابستہ تھے۔

2- گنجِ خوبی اردو میں 1846ء میں کلکتے سے شائع ہوئی۔

3- میرامّن کی مشہور داستان 'باغ و بہار' ہے اور اخلاقی صحیفہ 'گنجِ خوبی' ہے۔

4- روزمرّہ دہلی کا استعمال، عام ہندی الفاظ کا استعمال، میرامّن کی نثر کی اہم خصوصیات ہیں۔

5- گنجِ خوبی کے جو اقتباس اس اکائی میں شامل کیے گئے ہیں ان کے عنوان عزم میں، جدوجہد میں، ثبات میں، عدالت میں ہیں۔

9.7 فرہنگ

قصد	ارادہ
تکدو	تگ ودو، کوشش
نشان	علامت
سعی	کوشش
توکل	بھروسہ (اللہ پر بھروسہ کرنا)
عذر	وجہ، بہانہ
رعیّت	عوام
کسب	ذریعۂ معاش، کاروبار
اَجَل	موت
نیو	بنیاد

چرخ	آسمان
دودِلہ ہونا	شک وشبہ ہونا، تذبذب میں ہونا
عدل	انصاف
ناپدید	ناپید، غائب
دادودہش	سخاوت

9.8 کتب برائے مطالعہ

گنجِ خوبی	میرامّن دہلوی	شعبہ اردو دہلی یونیورسٹی۔1966
اردو داستان (تحقیقی وتنقیدی مطالعہ)	ڈاکٹر سہیل بخاری	مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۱۹۸۸ء
میرامن دہلوی حیات وتالیف	نفیس جہاں بیگم	جمال پرنٹنگ پریس دہلی 1986
اردوادب کی تنقیدی تاریخ	سیداحتشام حسین	قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان نئی دہلی

ignou THE PEOPLE'S UNIVERSITY